نمبر ۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار
فی پرچہ ایک آنہ
قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۹ | مورخہ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں خاندان نبوت میں خیریت ہے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بروز جمعہ قادیان تشریف لے آئی ہیں۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب تشریف
جناب مرزا محمد اشرف صاحب محاسب نے دو ماہ کی رخصت بیماری لی ہے۔ اس لئے ان کی جگہ مرزا محمد شفیع صاحب قائم مقام محاسب مقرر ہوئے ہیں۔ جو آڈیٹری کا کام کرتے تھے۔ اب آڈیٹر چودھری برکت علی خانصاحب بنائے گئے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب کے مکان پر ڈاکٹر بدرالدین صاحب ایم بی بی۔ ایس نے ۱۲ دسمبر بعد از نماز ظہر عورتوں کے متعلق حفظان صحت کے طریق پر ایک مفید اور پر از معلومات لیکچر عورتوں میں دیا۔

جملہ دفاتر نظارت ہائے اور مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول میں شہنشاہ معظم کی جیوبلی کے دن (۱۲ دسمبر ۱۹۲۵ء) رخصت منائی گئی ؎

جلسہ سالانہ پر ریویو اردو کو پانسو خریدار مزید دیئے جائیں

احباب کرام ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ رسالہ ریویو اردو کو کم از کم دس ہزار خریدار دئے جائیں۔ یہ اس وقت کا زمانہ ہے۔ جبکہ جماعت قلیل تعداد میں تھی۔ اس وقت جبکہ خدا کے فضل سے اس کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے۔ اور دنیا کے تمام اطراف میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ خود خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ ریویو کے کتنے خریدار ہونے چاہئیں۔ مگر حال یہ ہے۔ کہ خریدار اتنے کم ہیں۔ جو معمولی اخراجات سالانہ بھی پورے نہیں ہوتے چنانچہ اس سال سات سو روپیہ کا نقصان ہے۔ ان حالات میں سخت وقت درپیش ہے۔ اگر تمام احباب جماعت احمدیہ پوری توجہ نہ دیں گے۔ اور کم از کم پانسو خریدار مزید جلسہ سالانہ پر بہم نہ پہنچا دیں گے۔ تو رسالہ کا چلانا دشوار ہو جائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو رسالہ ریویو کی خاطر یہاں تک منظور تھی۔ کہ اپنا جاری کردہ رسالہ تشحیذ الاذہان بند کر دیا۔ تاکہ جماعت کی توجہ ایک رسالہ کی توسیع اشاعت کی طرف لگ سکے۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا۔ کہ ریویو کی نسبت کچھ کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی نسبت خود بہت بڑی سفارش فرمائی ہے۔ پس دوستوں کو بہت جلد ریویو کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ ہر ایک ذی اثر احمدی اپنا فرض سمجھے۔ کہ اپنے حلقۂ اثر اور مقامی جماعت سے خریدار پیدا کرے۔ ریویو اردو میں اسلام و احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں نہایت مدلل مفصل جامع علمی مضامین چھاپے جاتے ہیں۔ ہر احمدی پر اس کا مطالعہ واجب ہے۔ نہ صرف اپنے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ بحث مباحثہ دعوۃ و تبلیغ میں بھی کافی مدد ملتی ہے۔ یہ ذخیرہ علمی اگر ہر ماہ ہوار ۸ آنہ خرچ کرنے پر مل جائے تو کچھ مہنگا سودا نہیں۔ امید ہے۔ کہ اس اپیل کی طرف توجہ خاص فرمائی جائے گی۔

حیات بعد الممات

ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے احمدی مسلم مشنری کا لیکچر

"مذ ورلڈ بورڈ نیوز" لنڈن کی اشاعت ۶ نومبر ۱۹۲۵ء میں جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کے اس لیکچر کا خلاصہ چھپا ہے۔ جو انہوں نے احمدیہ لیکچر ہال واقع ۶۳ میلروز روڈ ساؤتھ فیلڈ میں مذکورۃ الصدر عنوان پر دیا۔ اخبار مذکور رقم طراز ہے فاضل لیکچرار نے اپنے مضمون کو واضح کرنے کے لئے ذیل کے پانچ اہم سوالات کا اسلامی نقطہ نگاہ سے اختصار کے ساتھ حل کیا۔ (۱) روح انسانی کیا چیز ہے۔ (۲) روح کی پیدائش۔ (۳) جسم سے جدا ہونے کے بعد روح کہاں جاتی ہے۔ (۴) روح کی نشوونما اور ارتقاء (۵) بعد از موت روح کی حالت۔

روح انسانی کیا چیز ہے

پہلے سوال کے جواب میں ملک صاحب موصوف نے بتلایا۔

اسلام ہمیں بتاتا ہے۔ کہ روح کی زندگی اور اس کی ہستی بالکل جداگانہ ہے۔ یہ روح ہی ہے۔ جس سے انسان ان اشیاء کے متعلق فہم و ادراک حاصل کرتا ہے جنہیں حواس خمسہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ انسان اور خدا کے درمیان جو رشتہ ہے۔ روح انسانی اس کا نقطۂ مرکزی اور جلال کبریائی کا مہبط اور نزول گاہ ہے۔ جسم کے ساتھ اس کا ایسا لطیف تعلق ہے جو ان چیزوں میں سے کسی میں بھی ہمیں نظر نہیں آتا۔ جو ہمارے علم میں لائی گئی ہیں۔ اس تعلق کے ذریعے جو اسے دماغ کی قوت متخیلہ اور دل کی قوت حسیہ سے ہے۔ یہ حواس ظاہری پر پورا ضبط رکھتی ہے اور اس کے تابع ہیں۔ سائنسدان اور سائیکالوجسٹس (ماہرین علم الارواح) تا ایندم اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ کہ روح اور دل کے درمیان کیا رشتہ ہے۔ لیکن اس امر میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کہ ان دونوں کے درمیان ایک لطیف تعلق ہے اور یہی تعلق کی وجہ سے روح ایک نامعلوم طریق پر بعینہٖ اسی طرح جگہ دماغ میں پہنچتی ہے جس طرح کہ تیل بتی میں۔ اور پھر دماغ کے ذریعہ مختلف افعال اور اطوار سے اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے۔

روح کی پیدائش

دوسرے سوال کے متعلق ملک صاحب موصوف نے بیان کیا۔ اس کالبد خاکی میں کہیں باہر سے لاکر روح کو نہیں گھسیڑ دیا جاتا۔ بلکہ وہ اسی میں سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی کے ساتھ نشوونما پاتی ہے روح ایک لطیف جوہر ہے۔ جو جسم کے مختلف تغیرات کے بعد بعینہٖ اسی طرح اس سے تیار ہوتی ہے۔ جس طرح جو سے بیئر (شراب) اور جونہی کہ روح اور جسم کا تعلق اس انداز پر آجاتا ہے۔ کہ جس پر آنے سے اس دور کی تکمیل متصور ہے۔ تو قلب میں حرکت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور جسم میں جان پڑ جاتی ہے لیکن روح کی اپنی جداگانہ ہستی ہے۔ اور جسم ایک جوف ہے۔ جو اس کی پیدائش کے بعد اسے اپنے اندر رکھتا ہے۔

جسم سے جدا ہونے کے بعد روح کہاں جاتی ہے

تیسرے سوال کے متعلق ملک صاحب نے کہا۔ اسلامی تعلیم اس کے متعلق یہ ہے کہ روح کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی جسم میں رہے اور جسم ہی میں رہ کر وہ اپنی طاقتوں کو ظاہر بھی کر سکتی ہے۔ جب تک جسم اس کی طاقتوں کے اظہار کے قابل رہتا ہے۔ تب تک وہ اسمیں رہتی ہے۔ اور جب وہ اس کے قابل نہیں رہتا۔ روح اسے چھوڑ دیتی ہے۔ روح کی اس پرواز کا نام موت رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس فانی جسم کو چھوڑتے ہی وہ ایک اور جسم اختیار کر لیتی ہے۔ کیونکہ وہ بغیر جسم کے رہ نہیں سکتی۔

روح کی نشوونما

چوتھے سوال کے متعلق ملک صاحب نے کہا جس طرح انسان کا جسم نباتات اور حیوانات سے تیار ہوتا ہے۔ اور اس تیاری کے بعد اُسے وہ شکل حاصل ہوتی ہے۔ جو انسانی شکل کہلاتی ہے۔ اور پھر مختلف تغیرات۔ بے بسی اور بے چارگی کی حالتوں میں رہکر تمام وہ استعدادیں حاصل کرتا ہے۔ جو اس دنیا میں آنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح موت کے بعد روح اسی قسم کی مختلف حالتوں میں سے گذرتی ہے۔ پہلی منزل جس میں سے روح کو گذرنا پڑتا ہے۔ قبر کی منزل ہے۔ اور اس کو انسان کی اُس سب سے پہلی حالت کے مساوی سمجھ لینا چاہیئے۔ جو انسان کے جنین کی صورت میں آنے اور جان پڑنے کی ہے۔ اس منزل میں روح پر بے شمار تغیرات آتے ہیں۔ اور وہ ایک نئی قسم کی زندگی اور نئی قسم کے احساسات حاصل کرنا شروع کر دیتی ہے۔ یہانتک کہ ایک نازائیدہ بچے کی طرح جو کہ شکم مادر میں ہی ایک خاص حالت پر پہنچ کر روح کی پیدائش کا سبب ہوتا ہے۔ یہ روح بھی ایک اور روح کو پیدا کرتی ہے۔ اور خود اس نئی روح کے لئے بطور جسم کے کام دیتی ہے۔ اس حد پر پہنچ کر یہی روح پھر ایک دوسری حالت میں بعینہٖ اسی طرح تبدیل ہوتی ہے۔ جس طرح کہ ایک جنین رحم مادر سے بسیط ہستی میں منتقل ہوتا ہے۔ اور ایک نوزادہ جنین کی طرح ان تغیرات اور تبدلات سے مطلق علم اور احساس نہیں ہوتا۔ جو اس عرصہ میں اس پر وارد ہوتے ہیں جب اس منزل کی مدت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ تو اس کے بعد یہ ایک تیسری منزل میں داخل ہوتی ہے۔ اور یہ حالت جو اس منزل میں پہنچ کر روح کی ہوتی ہے۔ یہ انسان کے جوان بالغ ہونے کی حالت کے مشابہ ہے۔ اس حالت میں پہنچکر روح کو ہر قسم کا احساس حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ بعد الموت زندگی کی حالت کا پورے طور پر احساس کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اُسے بہشت یا دوزخ میں جیسے کہ اس کے حالات ہوں ڈالا جاتا ہے۔

بعد از موت روح کی حالت

پانچویں سوال کے متعلق ملک صاحب نے کہا۔ کہ حیات بعد الممات اس ورلی زندگی کی ہی ایک کڑی ہے۔ اور جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں مر گیا۔ تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ کہ اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ کیونکہ روح پر موت وارد نہیں ہوتی۔ اور روح پر کبھی کوئی ایسا زمانہ نہیں آتا۔ کہ وہ مردہ ہو۔ روح انسانی کا خاصہ ہے۔ کہ وہ زندہ رہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خفیف سی علامات مردنی بھی اُس پر کبھی طاری نہیں ہوتیں۔ موت روح انسانی کی ترقی کا زینہ ہے۔ جس سے وہ اپنی قوتوں اور استعدادوں کو نہایت عمدہ طریق پر ظاہر کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر روح انسانی کے تقاضائے خلقی کے اظہار کا زمانہ ہی اس عناصر اربعہ کے قفس سے اڑ جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

نور ہسپتال کی امداد کیلئے خواتین سے درخواست

میری معزز بہنوں کو یاد ہوگا۔ کہ شفاخانہ نور کے زنانہ وارڈ کے لئے جسکو دو سال پورے ہو کر تیسرا گذر رہا ہے۔ اور جسکی بنیاد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مستورات کے ایک مجمع کی موجودگی میں جس میں کہ حضرت بیگم صاحبہ بھی شامل تھیں۔ اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ اور اسی وقت چندہ کی تحریک بھی حضرت امۃ الحی صاحبہ مرحومہ (اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے) نے کی۔ اور سب بہنوں نے حسب توفیق چندہ لکھوایا تھا۔ بعض نے تو یہ چندہ ادا کر دیا۔ اور بعض بہنوں کے ذمہ چندہ ابھی تک باقی ہے۔ چونکہ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ قادیان کے دوسرے کام ترقی کر رہے ہیں۔ وہاں قادیان کے ہسپتال کی ترقی بھی ضروری ہے اور جس جگہ خدا کے فضل سے لوگوں کی ترقی اور مہمانوں کی کثرت ہوگی۔ وہاں کے ہسپتال کے اخراجات بھی زیادہ ہوتے جائینگے۔ اس لئے میں ان وعدوں کی ادائیگی کے لئے بہنوں سے التماس کرتی ہوں کہ وہ اپنے وعدے اب پورے کر دیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے ہسپتال کی چار دیواری کو مشرق کی طرف اور بڑھایا گیا ہے جس پر تین سو روپے خرچ آئے ہیں۔ اور نصف قرضہ ابھی ادا کرنا ہے لیس میں اپنی معزز بہنوں سے امید کرتی ہوں۔ کہ وہ اس ثواب کے کام میں ضرور اور جلد حصہ لینگی۔ کیونکہ مرد تو اور بھی بہت سے دین کے کاموں میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم عورتیں اکثر محروم رہ جاتی ہیں۔ میں اس کو بھی ایک دین کی خدمت ہی سمجھتی ہوں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ بیمار کی خدمت کرنا بڑا ثواب ہے۔ اور یہ بھی بیماروں ہی کی خدمت ہے۔ ہم اگر کسی کے گھر میں جا کر کسی بیمار کی خدمت کریں۔ تو ایک بیمار کی خدمت ہی ہوگی۔ لیکن اگر ہسپتال کے اخراجات میں حصہ لیں تو دو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۵ار دسمبر ۱۹۲۵ء

قادیان آیئے

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ جس کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اور جس میں ہر ایک احمدی کی شمولیت آپنے نہایت ضروری قرار دی۔ قریب آرہا ہے۔ اس تقریب مقدس کے فوائد اور برکات محتاج بیان نہیں۔ ہر وہ شخص جو روحانیت سے حصہ رکھتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ سمجھتا ہے۔ خوب جانتا ہے کہ قادیان دارالامان کا ذرہ ذرہ بصیرت اور روحانیت کے بہت سے سامان اپنے اندر رکھتا۔ اور ایقان و ایمان میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ سرزمین وہ ارض حرم وہ دارالامان ہے۔ جہاں اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا نور ظاہر ہُوا۔ جہاں ساری دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جہاں نہ صرف روحانی اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان دینے کے لئے بلکہ روحانی مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے مثیل مسیح برپا کیا ؎

اگر یہ صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کے مقدس انسان پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں دیگر مقامات کی نسبت برکات الٰہی کا زیادہ نزول ہوتا ہے۔ اور وہاں روحانیت کے حصول اور اطمینان قلب پانے کے زیادہ سامان ہوتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ قادیان میں بھی یہ خصوصیت ہو اسی طرح اگر یہ صحیح ہے۔ اور ضرور صحیح ہے کہ جہاں خدا کا کوئی برگزیدہ اپنی زندگی گذارے۔ جہاں اسپر خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشان نازل ہوں۔ جہاں خدا تعالےٰ نے اس کی تائید اور نصرت معجزانہ رنگ میں کی ہو۔ وہاں روحانی برکات اور فیوض کا خاص طور پر نزول ہوتا ہے تو لازمی ہے کہ قادیان میں بھی ایسا ہی ہو۔ پھر اگر یہ صحیح ہے۔ اور بلا شبہ صحیح ہے۔ کہ جہاں خدا کا کوئی محبوب اور پیارا وصال الٰہی کے بعد مدفون ہوتا ہے جہاں اس کا جسم خاکی پنہاں ہوتا ہے وہ مقام خدا تعالےٰ کے نزدیک خاص درجہ رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ قادیان کو بھی یہ درجہ حاصل ہو۔ کیونکہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ یہاں آپنے حیات مقدس گذاری اور یہیں آپکا جسم اطہر مدفون ہے ؎

دوسرے لوگ اگر قادیان کی یہ شان اور یہ فضیلت نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں۔ وہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت سے ہی محروم ہیں۔ اور اس نور سے منہ موڑ کر ظلمت اور تاریکی میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ تو قادیان کی برکات کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو احمدی کہلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا راستباز اور برگزیدہ انسان سمجھتے۔ اور آپ کو اپنا ہادی اور راہ نما یقین کرتے ہیں۔ وہ تو اس کے قائل ہیں۔ اور اس وقت ہمارا روئے سخن انہی کی طرف ہے۔ وہی ہمارے اولین مخاطب ہیں۔ اور انہی کو ہم اس وقت دیارِ محبوب میں آنے کی دعوت دے رہے ہیں ؎

پس قادیان بحیثیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد۔ مسکن اور مدفن ہونے کے اپنے اندر خاص برکات اور انوار رکھتا ہے۔ اور ہر احمدی جو اخلاص کے ساتھ آتا اور بصیرت کے ساتھ قادیان کے در و دیوار کو دیکھتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس کے ایمان میں کس قدر ترقی ہوتی۔ اور اس کے سینہ میں کس قدر روحانیت کی لہریں اُٹھتی ہیں۔ ایسی صورت میں کیا یہ خیال کرنا درست نہیں۔ کہ ہر ایک احمدی کی دلی خواہش اور قلبی تمنا یہ ہوتی ہے۔ کہ جب بھی اسے موقعہ ملے۔ دیگر اشغال زندگی سے فراغت حاصل کرکے دارالامان کی ایمان پرور اور زندگی بخش فضا میں پہنچ جائے۔ اور اب جبکہ سالانہ جلسہ کی تقریب میں شمولیت کے لئے قادیان سے دعوت دی جارہی ہے۔ تو اُمید ہے کہ ہر احمدی اس پر لبیک کہنا اپنے لئے سعادت دارین سمجھے گا۔ اور بغیر کسی معقول عذر اور مانع کے دارالامان آنے سے باز نہیں رہے گا ؎

پھر دارالامان کی برکات میں سے ایک خاص برکت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زندہ نشان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود باجود ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ آپ ان بشارتوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ جو آپکے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائیں۔ اور "حسن و احسان میں تیرا نظیر" کے پورے پورے مصداق ہیں اور کیا بلحاظ اس کے کہ آپ کی ہر ادا۔ آپ کا قول اور فعل احمدیت کی حقانیت کا مظہر ہے۔ آپ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر آنیوالے اصحاب کی رُوحانی تواضع اور مدارات کے لئے جس محنت اور مشقت جس دردمندی اور محبت کے ساتھ آسمانی مائدہ پیش فرمایا کرتے ہیں۔ وہ ایک ایسی نعمت ہے۔ جو صفحہ عالم پر اور کہیں دستیاب نہیں ہوسکتی۔ اس سے بہرہ اندوز ہونا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے ؎

پھر جلسہ میں شمولیت اس لحاظ سے بھی نہایت ضروری ہے کہ سال بھر میں دیگر اثرات اور حالات کے ماتحت جو قدرتی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسان کی روحانیت پر سستی اور لاپرواہی کی جو تہ چڑھ جاتی ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے نہ صرف دور ہو جاتی ہے بلکہ قلب کو ایسی جلا ہوتی ہے۔ کہ ہر قسم کی سستی اور کوتاہی دُور ہو کر اپنی روحانیت میں ترقی کرنے اور دنیا کو اس روحانیت کی دعوت دینے کی نئے سرے سے طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں دیگر بزرگان قوم کے لیکچر اور سلسلہ کے حالات بھی جو اس موقعہ پر سُنائے جاتے ہیں۔ نئی روح نیا ولولہ اور نیا جوش پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں اور نہایت سہولت اور آسانی سے اس بات کا اندازہ لگانے کا موقع مل سکتا ہے۔ کہ اب تک ہم نے اس فرض کو کہاں تک پورا کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمارا قرار دیا ہے۔ اور ابھی کس قدر اس کے لئے اور کوشش و سعی کی ضرورت درپیش ہے ؎

ان عظیم الشان اور بنیادی فوائد کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد سالانہ جلسہ پر حاصل ہوتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو جلسہ میں شامل ہوتا ہے۔ جانتا ہے کہ سالانہ جلسہ کس قدر برکات اور فیوض اپنے ساتھ لاتا ہے۔ پس ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ اس اجتماع میں شامل ہونے کی کوشش کرے۔ اور نہ صرف خود ہی آئے۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی جو تا حال ہماری جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ لیکن مذہب سے اُنس اور تحقیقات کا شوق رکھتے ہیں۔ ساتھ لانے کی کوشش کرے ؎

اس دفعہ مستورات کے جلسہ کا بھی خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ مشتہرہ پروگرام سے ظاہر ہے۔ ان کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور اصحاب بھی تقریریں فرمائینگے۔ اس لئے مستورات کو بھی آنے کے لئے خاص کوشش کرنی چاہیئے ؎

چودھویں صدی ۱۴۰۰ کے مولوی

چودھویں صدی کے مولوی جنہیں سرور کائنات فخر موجودات سید کونین مخبر صادق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے علماء ھم شر من تحت ادیم السماء "کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے کچھ ایسے کج سرشت اور ٹیڑھی فطرت کے واقع ہوئے ہیں۔ کہ شر انگیزی اور فتنہ پردازی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ دوران خون کے ذرہ ذرہ کے ساتھ ان کی شریانوں میں تفرقہ پردازی اور شر کا بحر زخار موجزن رہتا ہے۔ اثناء و رفتار میں فتنۂ خوابیدہ اور شرارت و فساد کے نقیب ان کے جلو میں دور باش! دور باش!! کی صدائیں لگاتے چلتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ جبہ و دستار سے جو اپنے تئیں مزین اور آراستہ رکھتے ہیں۔ یا بعض منڈا کر ریش ہائے مبارک کو مومنانہ لباس پہناتے ہیں۔ تو اس خیال سے نہیں۔ کہ یہ اسلامی شعار ہے۔ بلکہ وہ ان عربی عماموں اور لمبی لمبی قباؤں کو شکار کھیلنے کی ٹٹی بناتے ہیں۔ اور اس مو تراشی اور مو افزائی کے بال بال سے دام تزویر کا کام لیتے ہیں۔ اسلام کی کوئی خدمت کرنا تو ان کے لئے حرام ہے۔ ان کی کوتاہ بین نگاہیں "فضیلت اسلام" کی ضیا پاش کرنوں سے شپروں کی طرح چندھیا جاتی ہیں۔

---

۷ ار نومبر کو انجمن احمدیہ لدھیانہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ شام کو سات بجے ٹاؤن ہال میں "فضیلت اسلام" پر لیکچر ہوگا۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب المعروف مولوی "بوکا" صدر مجلس خلافت کی تفرقہ انداز طبیعت اور تاریکی پسند نگاہیں کب گوارا کر سکتی تھیں کہ "فضیلت اسلام" کی شمع میں جلوہ ریز ہو کر مسلمانوں کے علاوہ ہندو سکھ اور عیسائی صاحبان کے لئے بھی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ثابت ہوں۔ ان کی کم ظرفی اور محرب اسلام کوششوں سے بعید تھا کہ خدا اور اس کے رسول اور دین متین اسلام کی "فضیلت" جس سے غیر مسلم اصحاب کے کان محض نا آشنا ہیں۔ ان پر ظاہر کی جائے۔ خود بدولت میں چونکہ گورنمنٹ کو گالیاں دینے غدر دبغی اور قومی افتراق کی خلیج وسیع کرنے کے سوا اور کوئی اہلیت ہی نہیں۔ اس لئے "اسلام کی فضیلت" غیر مسلم اقوام کے سامنے پیش کرنے اور آپ کی ذات میں اتنا ہی بعد ہے۔ جتنا مشرق و مغرب۔ یا زمین و آسمان۔ یا ظلمت و نور میں ہے۔ شورش پسند طبیعت جولانیوں پر آئی۔ تو اپنے پنڈاروں کے لشکر کو ساتھ لیکر چھ ساڑھے چھ بجے سے ہی ٹاؤن ہال میں جا ڈیرے لگائے۔ تا "فضیلت اسلام" کے لشکر پر چھاپہ مار کر کفر کو اسلام پر خندہ زن ہونے کا موقع دیں ؛

حیرت ہے یہ لوگ کذب و افترا کو شیر مادر سمجھ کر چڑھا جانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس اسلام کش اور مفسدانہ فعل کی رپورٹ جس پر تہذیب و شرافت آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہے۔ اور جو انسانیت اور راستی کے گلے پر چھری پھیر کر مولوی حبیب الرحمٰن اور ان کے ساتھیوں کی وحشت اور درندگی کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔ "زمیندار" میں جس رنگ آمیزی کے ساتھ چھپی ہے اس میں دل کھول کر دروغ بیانی کی گئی ہے۔ "فضیلت اسلام" کے عنوان کے ماتحت لیکچر کے اعلان کے بعد چودھویں صدی کے مولوی نے "بر عکس نہند نام زنگی کافور" ڈھنڈورا پٹوایا۔ کہ چونکہ ہم اس لیکچر سے ناراض ہیں اس لئے کارکنان خلافت جلسہ گاہ میں جا کر اس لیکچر کو بند کرانے کی کوشش کریں۔ ع

"آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو" مگر رپورٹ میں لکھا ہے "قادیانیوں کا سٹیج قائم ہونے پر معاً مولوی صاحب بمعہ رفقاء آدھمکے۔ حالانکہ مولوی صاحب بمعہ اپنے پنڈاروں کے آیۂ کریمہ "لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا" سے پورے طور پر روگردانی کرتے ہوئے "فضیلت اسلام" پر چھاپہ مارنے کیلئے پہلے سے ہی وہاں موجود تھے۔ اور جماعت احمدیہ اپنے مقررہ وقت پر بعد میں پہنچی۔ پھر یہ دُوں کی لی ہے۔ کہ قادیانی اس انقلاب کو دیکھ رفو چکر ہو گئے "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" سکرٹری جماعت احمدیہ کے توجہ دلانے پر مسٹر ترکھا سٹی مجسٹریٹ نے بذریعہ کوتوال شہر مولوی صاحب کو اس شر انگیزی سے روکا جس کا ثبوت انہوں نے احمدیہ سٹیج پر نہیں بلکہ ٹاؤن ہال کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر دیا۔ اس فتنہ پرداز مولوی اور اس کے پنڈاروں کے منتشر ہونے پر سکرٹری جماعت احمدیہ نے اعلان کیا۔ کہ "فضیلت اسلام" پر ہمارا لیکچر ہوگا جس پر مسٹر ترکھا سٹی مجسٹریٹ نے سکرٹری جماعت احمدیہ سے کہکر "فضیلت اسلام" کا لیکچر بھی بند کر دیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے یہ کونسے انصاف کا تقاضا ہے کہ فتنہ پردازوں کی فتنہ انگیزی پر بجائے اس کے کہ مفسدوں کو فساد سے روک کر ان کے منہ میں لگام دیجاتی۔ ایک امن پسند اور صلح کل جماعت کا لیکچر "فضیلت اسلام" کیوں بند کر دیا گیا۔ اسکی مصلحت مسٹر ترکھا ہی بحیثیت سٹی مجسٹریٹ ہونے کے خوب سمجھ سکتے ہیں ؛

مولوی صاحب فتح اس کا نام تھا۔ کہ "فضیلت اسلام" پر جب لیکچر ختم ہو چکتا۔ اس میں جو کمی رہ جاتی اسے پورا کرتے۔ اور "فضیلت اسلام" کے متعلق قرآن شریف سے نئے نئے معارف اور حقائق بیان کر کے پبلک کو مستفید فرماتے۔ مگر اس سے تو آپ کی قابلیت اور قرآن دانی کی پردہ دری ہوتی تھی۔ آپ اور قرآن شریف کے حقائق و معارف

ع :۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ آپ کو اپنی شکست و ہزیمت پر پردہ ڈالنے کی بہترین سبیل یہی سوجھی۔ کہ فتنہ و فساد کی آڑ میں پناہ لے کر "فضیلت اسلام" کے لیکچر کو ہی بند کرا دیں۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسلمانان لدھیانہ متفقہ طور پر اس لیکچر کے خلاف تھے۔ سو ہم نے تو آپ کے پنڈاروں میں سوائے چوڑے بازار کے کنجڑوں اور شورش پسند جہلا کے کسی سنجیدہ اور معزز آدمی کو دیکھا نہیں۔ بلکہ یہ کا کھلم سمجھدار اور شریف طبقہ آپ کی اس مفسدانہ اور ننگ اسلام کارروائی پر نہایت نفرت اور حقارت کا اظہار کر رہا ہے

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

اس موقعہ پر بطور جملہ معترضہ انتہائی مؤدبانہ احساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا میں چودھویں صدی کے ادعائی مولوی لیڈری کے شیدائی اور شکست و فتح کے واحد اجارہ دار زمیندار سے یہ سوال کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں۔ کہ کراچی میں مولوی ظفر علی کے فرق مبارک کی تواضع جب شریفی جوتوں نے پڑاپڑ کے گستاخانہ لہجے کے ساتھ کی تھی۔ تو جناب نے فتح کا کریڈٹ کسے دیا تھا۔ اور ہزیمت کا طوق کس کے گلے میں پہنایا تھا؟

ہاں یاد آیا۔ حنفی اخبار "انوار الاعظم" لاہور جس نے مولوی حبیب الرحمٰن کی بجائے "مولوی بوکا" کے خطاب سے اپنے کالموں کو مزین کیا تھا۔ ایک نظم میں آپ کی شان میں ایک مصرع تحریر کیا تھا۔ وھو ھذا :۔

حبیبن نے کیا جب پاٹ جلسے میں بھنڈیلی کا

ہم حیران تھے۔ کہ معزز "انوار الاعظم" "مولوی صاحب کو "چودھویں صدی کا مولوی" اگر لکھ دیتا۔ تو ایک حد تک معذور تھا۔ مگر اس کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا۔ کہ انہیں "چودھویں صدی کے بھنڈیلیوں" کے زمرہ میں شامل کر دیا۔ مگر اب تجربہ نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی ہے۔ کہ مولوی صاحب کئی قسم کے خطابوں کے مستحق ہیں۔

آثار ایسے نظر آتے ہیں۔ کہ آج کل کی جدت طراز طبیعتیں اس پرانی ضرب المثل میں۔ کہ "بے حیا باش وہرچہ خواہی کن" ذرا ترمیم کر کے آئندہ بدیں الفاظ استعمال کیا کریں گی۔

"چودھویں صدی کا مولوی باش وہرچہ خواہی کن"

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کے اس فعل کو "جمعیۃ العلماء ہند" کے اخبار الجمعیۃ کو بھی شرمناک قرار دینا پڑا ہے۔ چنانچہ اس نے جماعت احمدیہ کے متعلق بہت کچھ بے ہودہ سرائی کرتے ہوئے خلافتیوں کے جلسہ گاہ میں پہنچنے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"اس کے بعد جو کچھ پیش آیا۔ اس کی داستان تو بہت شرمناک ہے"

جس فعل کو خود چودھویں صدی کے مولوی "شرمناک" قرار دیں۔ اس کے متعلق جناب بوکا صاحب کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ شریف اور مہذب انسانوں کی نگاہوں میں کیا ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

احمدیہ ٹورنامنٹ کے جلسہ تقسیم انعامات میں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۹ نومبر احمدیہ ٹورنامنٹ کے جلسہ تقسیم انعامات میں حسب ذیل تقریر فرمائی:

جیسا کہ پہلے دستور چلا آیا ہے۔ انعامات تقسیم کرنے کے بعد میں بعض باتیں بطور نصیحت کہا کرتا ہوں۔ لیکن آج انعام تقسیم کرنے سے پہلے ہی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اس لئے کہ بوجہ نزلہ چونکہ گلے میں تکلیف ہے۔ اس لئے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ اور دوسرے اس لئے کہ انعام لینے والوں کو بھی بعض ہدایات دینا چاہتا ہوں:

ٹورنامنٹ کی غرض

یہی ہے۔ کہ ہماری جماعت میں جسمانی صحت اور جسمانی طاقتوں کو ترقی دینے کا خیال پیدا ہو۔ اور روحانی ترقیات کے لئے جسمانی صحت کا خیال نہایت ضروری ہے۔ مجھے شروع ایام خلافت میں زیادہ کام کی وجہ سے ہر قسم کی ورزش ترک کر دینی پڑی۔ تو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک دوست دوسرے پر اعتراض کر رہے ہیں۔ کہ وہ ورزش میں وقت ضائع کرتا ہے۔ میں نے اعتراض کرنے والے کو سمجھانا شروع کیا۔ اس وقت میرا آخری فقرہ یہ تھا۔ کہ بعض حالتیں ایسی آتی ہیں۔ کہ جب جسمانی ورزش نہ کرنا گناہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی۔ تو میں نے سمجھا۔ یہ تو اپنے آپ کو ہی میں نصیحت کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ورزش شروع کر دی:

ابھی چند دن ہوئے۔ شاید دس بارہ دن ہوئے ہونگے۔ میں نے

ایک عجیب رویاء

دیکھی۔ میں خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ جامع مسجد بہت وسیع ہے اتنی وسیع تو نہیں کہ جہاں تک نظر جاتی ہے مگر بہت وسیع ہے۔ دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ نمازی بھی بہت کثیر ہیں۔ جن کو میں نے تین نصیحتیں کی ہیں۔ پہلی تو میں بھول گیا ہوں۔ دوسری یہ کی ہے۔ کہ جماعت کے لوگوں کو چاہیئے مرکزی کاموں میں زیادہ دلچسپی لیں۔ اور تیسری یہ کہ ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی آئندہ نسلوں کی صحت کا خیال رکھیں۔ یہ نصیحت کرتے ہوئے میں نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ کہ ہماری آئندہ نسلوں کے لئے ہماری نسبت ہزار گنا زیادہ کام درپیش ہے۔ جس کے اٹھانے کے لئے ان کے کندھے اتنے ہی زیادہ چوڑے ہونے چاہئیں

یہ خواب

ایک بہت بڑی بشارت

بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب ہماری اگلی پود کام کرنے کے قابل ہوگی۔ تو اس وقت جماعت لاکھوں سے بڑھکر کروڑوں تک پہنچ جائے گی۔ مگر اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ ہمیں جسمانی صحت کا بھی خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے:

پس صحت کی درستی اور حفظان صحت کا خیال روحانیت کے حصول میں سے ایک حصہ ہے۔ اگر مستقل طور پر اس کو کام اور اپنا مشغلہ نہ بنا لیا جائے۔ تو روحانی ترقی میں اس سے بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ پس یہ ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ موجودہ ٹورنامنٹ کا میں نے ایک ہی کھیل دیکھا ہے۔ جس کے متعلق میں

خوشی کا اظہار

کرتا ہوں۔ کہ ہمارے لڑکوں نے فٹ بال میں بہت ترقی کی ہے گو اس کھیل میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء دبے رہے ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ ان کا کھیل اچھا نہیں تھا۔ ایک حد تک ان کا کھیل اچھا تھا۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ اور جو ایک حد تک معقول ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہائی سکول کے طلباء رسہ کشی میں بہت طاقت صرف کر چکے تھے۔ کسی حد تک میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ اس ٹیم میں سے پانچ چھ نے ہی رسہ کشی کی تھی۔ باقی اس میں شامل نہ تھے اور ان کے لئے یہ کھیل ایسا ہی تھا۔ جیسا مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے لئے:

ہاں ایک اور بات ضروری ہے۔ اور ٹورنامنٹ کمیٹی کے لئے یہ بات قابل غور ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ کا کورس ۱۲ سالہ ہے۔ اور ہائی سکول کا دس سالہ۔ گویا دو سال کی زیادتی ہے۔ اور بچپن کی عمر میں یہ بڑی زیادتی ہے۔ یہاں آئندہ چوتھی ٹیم کالج کی ٹیم بنانی چاہیئے۔ جس میں دوسرے کالجوں کے لڑکوں کو بھی شامل کر سکتے ہیں۔ سکول کی ٹیم صرف سکول کے لڑکوں کے ساتھ کھیلے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس اصلاح کے نتیجہ میں ہائی سکول کو جو دقتیں پیش آتی ہیں۔ وہ نہ آئینگی مگر باوجود اس کے میں کہتا ہوں۔ ہائی سکول کی ٹیم کے لئے ترقی کی ابھی بڑی گنجائش ہے۔ میرے نزدیک لڑکوں کے کھیلنے کے متعلق یہ احتیاط نہیں مدنظر رکھی جاتی۔ کہ ہر حصہ کی مشق نہیں کرائی جاتی۔ ہر چیز عمدہ اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ ہر حصہ کی مشق ہو۔ مثلاً یہ کہ مختلف اینگل سے کس طرح کک ماری چاہیئے۔ سر سے کس طرح۔ الٹے پاؤں سے کس طرح غرض ہر لڑکے کو ہر طرح کی مشق ہونی چاہیئے:

میرے نزدیک

کھیلوں میں ترقی

کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ ہائی سکول کو مدرسہ احمدیہ کے ساتھ کھیلنے کا زیادہ موقعہ دیا جائے۔ جو ٹیم کمزور ہو۔ وہ بار بار مقابلہ کرنے سے طاقتور ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد میں

انعام لینے والے بچوں کیلئے

یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ جو انعام لینے آئے۔ وہ پاس آ کر السلام علیکم کہے۔ اور مصافحہ کرے۔ اس کے بعد انعام دیا جائے گا۔ ہمارا ہر طریق اسلامی رنگ اور اسلامی شان کا ہونا چاہیئے۔ مصافحہ کرنے پر جتنا زور اسلام نے دیا ہے۔ اتنا کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اعمال اور طریق ہمارے لئے سنت ہے۔ صحابہ میں دستور تھا۔ کہ خوشی کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مصافحہ کرتے اور آپس میں ایک دوسرے سے بھی ایسے موقعوں پر مصافحہ کرتے۔ انعام لینے کا موقعہ بھی چونکہ خوشی کا موقعہ ہے۔ اس لئے جس کے ہاتھ سے انعام لیا جائے اس سے مصافحہ کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں میں بھی یہ دستور ہے۔ کہ جب انعام یا ڈگریاں یا خطاب یا تمغے دیئے جاتے ہیں۔ تو ساتھ مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ پس جو لڑکا انعام لینے کے لئے آئے۔ السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے۔ پھر انعام لینے کے بعد جزاکم اللہ کہنا چاہیئے۔ یعنی انعام دینے والوں کیلئے دعا کرنی چاہیئے اور انعام دینے والے کو بارک اللہ کہنا چاہیئے۔ میں یہ کہوں گا حاضرین بھی یہی کہیں۔

اس کے بعد حضور نے انعام تقسیم فرمائے۔ ایسے خوشی کے مواقع پر حضور مسکراتے ہوئے باتیں کرتے اور کبھی کبھی نہایت

پاکیزہ مزاح

بھی فرمانے لگتے۔ اس موقعہ پر حضور نے جب ایک لڑکے کو انعام دیا۔ اور وہ ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے گلدستہ کو بھی جو میز پر رکھا تھا۔ اپنی طرف کھینچ لے گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ یہ تو ہم نے نہیں دیا۔ یہ ہمارا ہے پھر حضور نے فرمایا انعام لینے والے جزاکم اللہ نرم آواز سے کہتے ہیں۔ اسکی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا۔ اس قدر حاضرین کی طرف سے بارک اللہ کی آواز بہت مدھم آتی رہی ہے۔ اس لئے میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ ٹورنامنٹ کی منیجنگ کمیٹی آئندہ ہال کے دروازوں پر آدمی کھڑے کر دے۔ جو آنے والوں سے یہ اقرار کرا کر اندر

مسلم عورتوں کو کیا کرنا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خواب میں دیکھا۔ کہ آپ سرزمین یورپ میں سفید پرندے پکڑ رہے ہیں۔ جس قدر پرندے وہاں سے پکڑے جانے والے ہیں۔ اس کا علم تو بجز ذات عزاسمہٗ کے کوئی نہیں رکھتا۔ البتہ جو پرندے پکڑے گئے۔ وہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہیں۔ ان سفید پرندوں میں سے امسٹرڈم ملک ہالینڈ کی ایک خاتون ہے۔ جس کا نام مس شارلٹ ڈیری بڈ ہے۔ یہ خاتون سال گذشتہ میں اسلام لاکر حلقہ بگوش احمدیت ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس کا نام "ہدایت" رکھا۔ خواہر ہدایت جو جوش اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور جو تڑپ ان کے اندر تبلیغ کے لئے ہے۔ وہ نہ صرف یورپین احمدی لیڈیوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ بلکہ ایشیائی اور بالخصوص ہندوستانی خواتین کے لئے بھی سبق آموز ہے۔ ریویو آف ریلیجنز انگریزی میں ان کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ اور اب انگریزی رسالہ "یونیورسل پیس" میں بھی جو کہ حال ہی میں ہمارے بھائی عبدالکریم غنی صاحب نے رنگون سے جاری کیا ہے۔ نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ ہم ان ہر دو رسالوں سے خواہر موصوفہ کے دو مضمون ترجمہ کرکے درج ذیل کرتے ہیں۔ تا قارئین کرام کو پتہ چل سکے۔ کہ یورپ جیسی مذہب سے بیگانہ سرزمین پر احمدیت کیسے کیسے ثمر پیدا کر رہی ہے۔ اور کس طرح اس خشک زمین میں نمود روئیدگی کی قوت نفوذ کرکے اسے چمنستان اسلام کے لہلہاتے ہوئے باغ کے لئے تیار کر رہی ہے۔

خاتون موصوف زیر عنوان بالا رسالہ "یونیورسل پیس" میں لکھتی ہیں:-

غیور مسلمان اب بیدار ہو رہے ہیں۔ اور بجنندہ پیشانی اپنے خویش و اقارب سے مفارقت اختیار کرکے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ ان کے تمام تر کارناموں کا نقطۂ مرکزی حق اور صداقت کی تائید اور کذب اور بطالت کی تردید ہے۔ مرد تو جو کچھ ان سے ہو رہا ہے کر رہے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ مسلمان عورتوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ تا وہ بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ جس سے مسلمان مرد حصہ پا رہے ہیں۔

مرد کا کام یہ ہے۔ کہ وہ دنیا میں نکلے۔ اور جہاں کہیں افواج کفر و ضلالت اسے ملیں ان کا قلع قمع کرے اور عورت کا یہ کام ہے۔ کہ وہ گھر میں رہ کر بچوں کی۔ ہاں ان بچوں کی جو مستقبل قریب میں فوج اسلام کے دلیر اور نڈر جنگجو بننے والے ہیں۔ کما حقہٗ تعلیم و تربیت کرے۔ کیوں؟ اس لئے کہ تا اللہ تعالےٰ کے وفادار۔ بہادر اور قابل ترین بندوں کی تعداد میں ہر لحظہ معتدبہ اضافہ ہوتا رہے۔ اور اس کی توحید کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی رکنے نہ پائے۔

یہ ہے وہ کام جو مسلم عورتوں کے کرنے کا ہے۔ اور جس سے غفلت کرنا اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔ پس میں تمام مسلمان بہنوں سے التماس کرتی ہوں۔ کہ وہ علم و عمل فہم و فراست اور دانش و بینش میں اپنے آپ کو بالکل اسی طرح بنائیں۔ جس طرح کہ قرون اولیٰ کی معزز بہنیں تھیں۔ تا اپنے ننھے ننھے بچوں کے دلوں میں روحانیت کی تخم ریزی بہ احسن طریق کی جا سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تم جب ہمیشہ کے لئے خاموش ہو کر گوشۂ لحد میں جا لیٹو گی۔ تو بھی جلالِ ایزد متعال کے اظہار کا کام بند نہ ہوگا۔ اور تمہاری تربیت یافتہ نسل جس کے اندر تم نے روحانیت کی پاکیزہ تخم ریزی کی ہوگی۔ بغیر اس تفریق اور تخصیص کے کہ وہ کس ملک کی رہنے والی ہے اور کیا کاروبار رکھتی ہے۔ خدائے قدوس کا نام روشن اور اسکی توحید کا غلغلہ بلند کرتی رہے گی۔

پس جب تم اپنے تئیں زیرک و فرزانہ اور عالم و عامل بناؤگی۔ اور یہی روح اپنے بیٹے بیٹیوں میں نفوذ کر دوگی تو پھر وہی اسلامی چہل پہل کے دن عود کر آئیں گے۔ پھر وہی تہذیب و تمدن کا چاند افق اسلام پر نمودار ہو کر اپنی چاندنی سے جہان تیرہ کو بقعۂ نور بنا دے گا۔ پھر وہی لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ ہر طرف سے گونج کر عرش بریں تک پہنچتا ہوا سنائی دے گا۔ پس میری تمام بہنوں کو خواہ وہ ایرانی ہوں یا تورانی۔ عربی ہوں یا ہندوستانی۔ ایشیائی ہوں یا یورپین۔ چاہیئے کہ اپنے آپ کو بھی زیور علم و عمل سے آراستہ کریں۔ اور اپنے بچوں کی بھی آج ہی سے اس قسم کی تربیت کرنی شروع کر دیں۔ کہ وہ ان کے بعد کوس توحید پر تبیرہ زن ہو کر وحدانیت الٰہیہ کے غلغلہ سے دنیا کو بیدار کرنے والے ہوں۔

مسلمانوں کی نماز

اس عنوان سے مس بڈ کا مضمون ریویو آف ریلیجنز انگریزی ماہ ستمبر میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

عوام الناس اس ملک میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ہنستے اور تمسخر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا رکوع و سجود گویا ان کے نزدیک ایک قابل مضحکہ بات ہے۔ لیکن کیا دین عیسوی کے ایک بزرگ تسیس کا یہ مقولہ نہیں۔ "اے باپ ہم خاک میں تیرے سامنے سر دھرتے ہیں"؟ جو کچھ اس بزرگ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ایک مسلمان اس کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ اور فی الواقع اپنے سر کو بکمال عبودیت خدا کے سامنے خاک مذلت پر رکھتا ہے۔ اس کا دل و جسم دونوں آفریدگار کون و مکاں کے آگے جھکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی روح اور جسم دونوں ہی اس کے شرمندۂ احسان ہیں۔ اور دونوں ہی کے ذمہ یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس کے احسانوں کے شکر گذار ہوں۔ پس دونوں ہی عجز و انکساری کے ساتھ اس کے حضور جھک کر اپنے فرض کو ادا کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایک مسلمان کو ارکانِ نماز بجالاتے دیکھ کر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اگر وہ ایک گرجا میں جائیں۔ تو ناممکن ہے۔ کہ وہ بڑی سختی سے عیسائیوں کے طریق نماز پر بھی زیر خندہ نہ ہوں۔ کیونکہ وہاں بھی تو یہی بلکہ اس سے بھی عجیب نظارہ نظر آئے گا۔ وہاں۔ وہ عورتوں کو آنکھیں بند کئے اور ہاتھ باندھے کرسیوں پر بیٹھے دیکھیں گے اور مردوں کو سر ننگے کئے اپنی ٹوپیاں ہاتھوں میں پکڑے مشاہدہ کرینگے جو اس انداز میں اپنی نماز گذار رہے ہونگے۔ کہ اس قماش کے آدمیوں کو جو لوگوں کے طریق عبادت پر پھبتی اڑائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خواہ نخواہ ہنسی آجائے۔

اصل میں دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ نماز کی غرض کیا ہے؟ اپنی معروضات کو خدا کے حضور پیش کرنا اور اپنی تکالیف کا اس کے آگے بیان کرنا ہی اسلامی نماز کا مدعا و مقصد نہیں۔ بلکہ اصل مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ اس ودود اور غفور ہستی کے احسانات کا شکریہ قول اور فعل دونوں سے ادا کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ایک سچا اور پائیدار تعلق قائم کیا جائے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا اور اسکی زندگی کے سامان مہیا کئے۔ اگر کوئی شخص اسلامی نماز کا مطالعہ کرے۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ چار امور پر مشتمل ہے۔ پہلا امر اظہار تقدس و جلال خداوندی ہے دوسرا ان گوناگوں الطافات و اکرامات کا شکریہ بجالانے کے متعلق ہے۔ جو ہر لحظہ انسان پر ہوتے رہتے ہیں۔ تیسرا امر خدا کے مقدس پیغمبر (حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود و صلوات پڑھنے کے متعلق ہے۔ کہ آپؐ کے بھی امت پر اس قدر عظیم الشان احسانات ہیں۔ کہ ان کا شکر بجالانے کی اگر ہزار کوشش بھی کریں۔ تو بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اور چوتھا امر ایک انسان کا اپنے عجز اور کمزوری کا اقرار اور اس بات کا اعتراف کرنے کے متعلق ہے۔ ہم بے بس ہیں۔ ہم کمزور ہیں۔ ہم میں کوئی شعور نہیں۔ کہ راز آفرینش پائیں۔ اور غرض خلقت کو پورا کر سکیں۔ اور پھر آستانہ قدس حضرت احدیت مآب پر یہی غرض سر رکھتا ہے۔ کہ اے الٰہ العالمین ہم تو کمزور ہیں۔ تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہماری کمیوں کو پورا فرما۔ اور ہماری کوتاہیوں پر نظر رحم فرماتا ہوا آپ ہی ان امور کو پورا کر جو انسان کو دنیا میں بھیجنے سے تیرے مد نظر ہیں۔

مسئلہ وفات مسیح

جب سلسلۂ حقہ احمدیہ کی طرف سے وفات مسیح ناصریؑ پر دلائل بیّنہ اور براہین قاطعہ بیان کئے جاتے ہیں۔ تو غیر احمدی علماء جھنجھلا اٹھتے۔ اور اُلٹے پلٹے دلائل بیان کرکے لوگوں کو دھوکہ دے کر وقت ٹال دیتے ہیں۔ ایسا ہی مباحثہ میانی میں جو کہ بمقام ہریا ضلع گجرات مابین احمدی و غیر احمدی تحریری و تقریری بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوا۔ دیکھنے میں آیا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل اور غیر احمدیوں کی طرف سے مفتی غلام مرتضےٰ صاحب ساکن میانی مناظر تھے۔ مباحثہ دو دن تک مسئلہ حیات و وفات مسیح پر ہوا۔ یہ مناظرہ پہلے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوا۔ چونکہ غیر احمدی مناظر کی شکست مناظرہ پڑھنے والے پر شمس نصف النہار کی طرح ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس لئے غیر احمدیوں نے اپنے قابل ہیرو کی علمی پردہ پوشی کرنے کے لئے اسے خود دوبارہ شائع کیا ہے۔ اور حاشیہ در حاشیہ چڑھا کر ایسا بُرا بنا دیا ہے۔ کہ خواہ مخواہ پڑھنے والے کی طبیعت اکتا جاتی ہے۔ جہاں کہیں احمدی مناظر کی طرف سے کوئی دلیل نقل کی ہے۔ حاشیہ پر لکھدیا۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر فلاں میں اس کی یوں تردید کی ہے۔ کوئی پوچھے اگر اسلامی مناظر نے اس دلیل کی تردید فلاں پرچہ میں کردی ہے۔ تو پھر اس کو حاشیہ پر لکھنے کا کیا فائدہ ہے کیا پڑھنے والا خود اسے آگے جاکر پڑھ نہ لے گا۔ یہ بات ہی غیر احمدیوں کی بیّن شکست کو واضح کر رہی ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دراصل ان کی غرض تحقیق حق نہیں۔ بلکہ لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔

مفتی صاحب نے احمدی مناظر کی کسی بات کی تردید نہیں کی۔ اور یوں ہی اِدھر اُدھر کی باتیں بیان کردی ہیں۔ مثلاً یا عیسےٰ اِنّی مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے جواب میں لکھ دیا۔

"اور دیکھو یا عیسیٰ انی متوفیک الخ میں حضرت عیسیٰ کا زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہونا مطابق معنے ابن عباس نیز ثابت ہے۔ کیونکہ اگر مُتَوَفِّیْكَ سے مراد مُمِیْتُكَ لیا جاوے۔ تو تب بھی بلحاظ ظاہر چار ضمائر خطاب اور بلحاظ واؤ عاطفہ یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور واؤ عاطفہ متعلق قاعدہ نحوی متعلق عدم ترتیب ملاحظہ ہو۔ اور نیز آیت ادخلوا الباب سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ملاحظہ ہو" صفحہ ۳۵

مفتی صاحب کا مطلب یہ ہے۔ کہ یا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ الخ میں جو تین واؤ آئے ہیں۔ وہ عاطفہ ہیں اور واؤ عاطفہ میں ترتیب ضروری نہیں ہوتی۔ اب چونکہ یا عیسےٰ انی متوفیك وَرَافِعُكَ الخ میں بل رفع اللہ الیہ کے مطابق رفع الی اللہ ہو گیا ہے۔ اس لئے رَافِعُكَ اِلَیَّ۔ متوفیكَ سے پہلے لگانا چاہیئے۔ گر ہم اس جگہ رافعك کو متوفیكَ سے پہلے لگا کر دیکھتے ہیں۔ تو آیت یوں بن جاتی ہے۔ یاعیسیٰ انی رافعكَ اِلَیَّ ومتوفیكَ ومطھرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ گرچونکہ قرآن شریف کی آمد سے حضرت عیسیٰ ابن مریم کفار کے الزامات سے پاک بھی ہو چکے ہیں۔ اور آپ کے متبعین کو آپ کے منکرین پر فوقیت بھی حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ وفات بھی ہو اس کا انکار کرنے کے لئے مفتی صاحب کو متوفیك کو سب سے آخر میں لگانا چاہیئے۔ اب آیت یوں بنے گی۔ یاعیسیٰ انی رافعك الیَّ ومطھرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ومتوفیك الی یوم القیامۃ میں الی بلحاظ قواعد عربی انتہائے غایت کے لئے آیا ہے اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ اے عیسیٰؑ میں تیرا رفع اپنی طرف کرکے تجھے کافروں کے الزامات سے پاک کرکے تیرے متبعین کو منکرین پر قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ اور پھر قیامت کے دن کے بعد تجھے وفات دوں گا۔ مگر یہ بات غیر احمدیوں کے عقائد کے صریح خلاف ہے۔ اور اس طرح جناب مفتی صاحب کی پیش کردہ حدیث فَیُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ جس سے بقول مفتی صاحب "آفتاب نیم روز کی طرح حیات مسیح ثابت ہو جاتی ہے"۔ باطل ہو جائے گی۔ اور نیز یہ ابو داؤد اور بخاری کی حدیث ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون کے بھی صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن فوت ہوئے تو ان کو آنحضرت صلعم کی قبر میں مسلمان جنازہ پڑھکر کس طرح دفن کریں گے۔ پس مفتی صاحب کا واؤ عاطفہ سے استدلال ان کے اپنے مسلمات سے بھی غلط ثابت ہوا۔

مفتی صاحب نے حضرت مسیح کے مرفوع بجسدہ العنصری ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ

انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم میں قتلنا کا مفعول بہٖ یعنی جس پر بزعم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے۔ وہ المسیح ہے۔ اور یہ امر نہایت روشن ہے۔ کہ قتل کے قابل نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان۔ پس ثابت ہوا کہ یہود کا یہ زعم ہے۔ کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ جو قبل از قتل زندہ تھا۔ یعنی اس کے جسم اور روح کے درمیان بذریعہ قتل تفریق کردی ہے۔ اور چونکہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا یہود کے مزعوم باطل کی تردید ہیں۔ اس لئے نفی قتل اور نفی صلیب اسی بعینہٖ مسیح سے ہوگی جو عبارت جسم مع الروح سے ہے۔ یعنی زندہ مسیح اور ہر سہ ضمیریں منصوب متصل جو وما قتلوہ وما صلبوہ اور ما قتلوہ یقیناً میں ہیں۔ ان کا مرجع وہی مسیح زندہ ہوگا۔ اور یہ بات بالکل مہر نیم روز کی طرح روشن ہے کہ ضمیر منصوب متصل جو بل رفع اللہ الیہ میں ہے اس کا مرجع بھی وہی بعینہٖ مسیح زندہ ہے۔ جو ہر سہ ضمائر منصوب متصل سابقہ کا ہے"۔ مباحثہ میانی ص۳۳

جناب مفتی صاحب کو عربی دانی کا بڑا دعوےٰ ہے۔ مگر علم یہ ہے کہ صنعت استخدام کو بھی نہیں سمجھتے۔ سنیئے! خدا تعالیٰ کا کلام اس کی تردید بڑے زور سے کرتا ہے۔ فرمایا۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ ؕ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ؕ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (سورۃ عبس) اب ان آیات میں تمام ضمائر "الانسان" کی طرف پھرتی ہیں۔ اور الانسان میں روح مع الجسم مراد ہے نہ صرف جسم یا روح۔ اب پھر مفتی صاحب کے بیان کردہ قاعدہ کی رو سے یہ ماننا پڑیگا۔ کہ جب خدا تعالےٰ انسان کو مارتا ہے۔ تو جسم کے علاوہ روح کو بھی ماردیتا ہے یہیں تک نہیں۔ بلکہ مدفون بھی جسم مع الروح ہوتا ہے۔ جو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ موت تو اخراج الروح من الجسد کا نام ہے۔ اور اگر انسان کو جسم مع الروح مدفون مانا جائے۔ تو اسے زندہ ماننا پڑیگا۔ پس مفتی صاحب کی یہ دلیل بھی باطل ہوئی۔ یاد رہے۔ کہ ہر ایک فقرہ کا محل ہوتا ہے۔ اور قرینہ حالیہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فقرہ کا کیا مطلب ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ زید سیاہ ہے تو اس سے اس کا جسم مراد ہے۔ اسی طرح عمر نیک ہے۔ اس جگہ اس کی روح مراد ہوگی۔ نہ کہ جسم۔ حالانکہ زید اور عمر روح مع الجسم کا نام ہے۔ پس بل رفع اللہ الیہ میں بھی صرف روح ہی مراد ہے۔ نہ کہ جسم۔ کیونکہ جسم کبھی آسمان پر نہیں جایا کرتا۔

مفتی صاحب نے اپنی تمام تقریر میں بل رفع اللہ الیہ کے بَل کو پیش کیا ہے۔ دراصل اسی بَل کے بل نے

مفتی صاحب کے دماغ کو چکرا دیا۔ اور تمام مباحثہ میں ہاتھ پاؤں مارتے رہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ بل کے مابعد کا فقرہ ضروری ہے۔ کہ ماقبل کے خلاف ہو۔ یہ بھی مفتی صاحب کے علم قرآنی سے بے بہرہ ہونے کی بین دلیل ہے۔ اب ہم قرآن شریف سے ہی مفتی صاحب کے دعوے کی تردید کرتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ۔ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ، مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا، بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿سورۃ زخرف ع ۶﴾ اگر ان آیات میں بَلْ کے مابعد کو ماقبل کے خلاف مانا جائے۔ تو خود خدا تعالے کا قول مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا نعوذ باللہ باطل ہو جائے گا۔

اب ہم جناب مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا کیا قَوْمٌ خَصِمُونَ کے خلاف ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ بل اضرابیہ ہی نہیں۔ بلکہ ترقی کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کے مناظر نے پیش کیا تھا۔ باقی رہا لفظ رفع سے آسمان پر جانا مراد لینا تو اس کے متعلق عرض یہ ہے۔ کہ خدا تو ہر ایک جگہ ہے۔ جیسا کہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ھو اللہ فی السموات و فی الارض سے ظاہر ہے۔ پھر الیہ کی ضمیر کا مرجع صرف آسمان ہی کیوں لیا جاتا ہے اصل بات یہ ہے کہ روح آسمانی چیز ہے۔ اور جسم زمینی چیز۔ پس حضرت مسیح کا رفع اس طرح خدا کی طرف ہوا کہ آسمانی چیز آسمان پر چلی گئی۔ اور زمینی چیز زمین پر ہی رہی۔ اس طرح دونوں کا رفع خدا کی طرف ہوا۔ اور روح اور جسم کی علیحدگی کا نام موت ہے پس حضرت عیسی فوت ہو چکے ہیں۔ مگر اس آیت میں تو صرف لفظ الیہ ہی ہے جس سے کہ آسمان مراد لینا عقلاً و نقلاً ناجائز ہے اور کنز العمال کی حدیث اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ میں تو خدا تعالے فاعل ہے۔ اور رفع الی السماء بھی ہے۔ مگر یہاں غیر احمدی حضرات آسمان پر اٹھانے کے معنی نہیں لیتے۔

اب ہم آخر میں مفتی صاحب کی علمیت کی جن کو کہ اپنے علم پر بڑا ناز ہے۔ ایک مثال لکھتے ہیں۔ اہل علم ضرور اس کی داد دیں گے۔ جناب مفتی صاحب فلما توفیتنی الخ الآیۃ کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”اور اگر تَوَفَّيْتَنِي سے أَمَتَّنِي مراد لی جائے تو یہ واقع قیامت کو ہو گا۔“ مباحثہ میانی صفحہ ۶۱

اس پر احمدی مناظر نے لکھا۔

”آپ لکھتے ہیں۔“ اگر تَوَفَّيْتَنِي سے مراد أَمِيتَنِي لی جائے“۔ نہیں معلوم کہ جناب مفتی صاحب نے أَمِيتَنِي کیسے لکھ دیا۔ ہم تو آپ کی شان سے بالکل بعید سمجھتے ہیں۔ غالباً انہوں نے أَمِيتَ کو سَقَيْتَ کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کسی سے سنا ہو گا۔ کہ سَقَيْتَ واحد مخاطب مذکر ماضی کا صیغہ ہے۔ انہوں نے أَمَاتَهُ سے بھی اسی وزن پر اماتۃ بروزن سقایۃ پاکر واحد مخاطب ماضی کا صیغہ أَمِيتَ بنا لیا۔ مگر جناب کو معلوم ہو کہ إِمَاتَة میں ہمزہ زائدہ ہے۔ اور سقایۃ میں سین اصلی ہے۔ اس لئے یہ لفظ أَمِيتَنِي نہیں أَمَتَّنِي ہے۔ ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ مفتی صاحب نے غلطی سے یہ لکھ دیا۔ کیونکہ انہوں نے تقریر میں بھی یہی بیان کیا تھا“۔ مباحثہ میانی صفحہ ۶۴

اس طرح احمدی مناظر نے معاملہ کو صاف کر دیا تھا۔ مگر مفتی صاحب کی قابلیت دیکھئے۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”واہ رے میرے مناظر صاحب! أَمَاتَ يُمِيتُ باب افعال جس کی ماضی تَوَفَّيْتَنِي کے معنی میں أَمِيتَنِي ہو گی نہ أَمَتَّنِي کیونکہ موت کا لفظ مضاعف نہیں۔ بلکہ اجوف ہے“۔ مباحثہ میانی صفحہ ۷۲

دعوی تو عالم ہونے کا ہے۔ مگر علم یہ کہ امات کی ماضی تَوَفَّيْتَنِي کے معنوں میں أَمَتَّنِي کو أَمِيتَنِي لکھتے ہیں اور جب غلطی بتائی جاتی ہے۔ تو الٹا اپنے مناظر کو جاہل قرار دیتے ہیں۔ جناب مفتی صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قرآن شریف میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ۔ پھر ہر ایک معمولی عربی دان بھی جانتا ہے کہ اس کی گردان أَمَاتَ۔ أَمَاتَا۔ أَمَاتُوا۔ أَمَاتَتْ۔ أَمَاتَتَا۔ أَمَتْنَ۔ أَمَتَّ وغیرہ آئے گی۔ نہ کہ أَمِيتَ۔ بھلا جو شخص یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ أَمَاتَ سے تَوَفَّيْتَنِي کے معنوں میں ماضی أَمَتَّنِي آئیگی۔ یا أَمِيتَنِي۔ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے جن کے کہ ایک خادم سے وہ بمقام ہریا شکست فاش کھا چکے ہیں۔ کیا مناظرہ کرنا ہے۔ ہریا والا مباحثہ چھپ چکا ہے۔ ہر ایک آدمی اسے پڑھکر صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ اور دیکھ سکتا ہے۔ کہ مفتی صاحب نے احمدی مناظر کے مقابلہ میں کس طرح بات بات پر ٹھوکر کھائی۔ اور کیسے بودے دلائل دئے ہیں اس سے ایک حق پسند انسان کو یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں رہ جاتا کہ حیات مسیح کے متعلق مسلمانوں کے دلائل نہایت کچے ہیں۔

عبد الرحمن خادم سیکرٹری انجمن احمدیہ ینگ ایسوسی ایشن گجرات

آریہ سناتنیوں کی نظر میں

—— (٭) ——

جب آریوں نے احمدیوں سے شاستر ارتھ میں بار بار زک اٹھائی تو انہوں نے احمدی مناظرین سے پیچھا چھڑانے کیلئے یہ حیلہ تراشا۔ کہ ہم احمدیوں سے اس لئے شاستر ارتھ نہیں کرتے۔ کہ مسلمان ان کو حقیر اور ذلیل خیال کرتے ہیں۔ اور مسلمان نہیں سمجھتے۔ چنانچہ آریہ سماج کے پرسدھ نیتا سوامی شردھانند نے بڑے زور شور سے اخبارات میں اعلان شائع کرایا۔ کہ احمدیوں کے ساتھ شاستر ارتھ بالکل بند کئے جائیں۔ کیونکہ یہ مٹھی بھر جماعت مسلمانوں میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ مسلمان اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ اور احمدی مسلمانوں میں وقعت حاصل کرنے کے لئے آریوں سے مباحثات کرتے ہیں۔ اس کام میں آریوں کو ان کا مددگار نہیں بننا چاہیئے۔

گروہ آریہ جو احمدیوں سے اس عذر نامعقول کی بنا پر جان چھڑانا چاہتے تھے۔ انہیں ہندو صاحبان جس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ جو ایک سناتنی اخبار پھکڑ (۲۰ نومبر) نے شائع کئے ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ آریہ سماج ”الوؤں کو پھانسنے کا جال ہے۔ زندگیوں کا وبال۔ عورتوں کی نمائش۔ بدمعاشوں کی فرمائش۔ جنٹلمینوں کا جمگھٹا۔ حیوانوں کی دکان۔ آزادی کا شمشان ایرے غیرے نتھو خیرے۔ سر میدان نے سر کرم نہ کانڈ کی سر جیسے ہانڈی۔ گیرو دستر دھاری۔ نام کے برہمچاری کام کے وبھچاری۔ گالیوں کا امتحان۔ دھوکے بازی کا سرٹیفکیٹ۔ مطلب پرستی کا سکول۔ فیس داخلہ بزرگوں کو گالیاں دینا۔ ان کو بیوقوف بنانا۔ مغربی تہذیب۔ عیاشیت کا پرچار۔ سماج کیا ڈھکوسلا ہے جہاں دو چار عیار باش آدمی اکٹھے ہو گئے ایک سماج بنا ڈالا۔ لڑکوں کو ناستک بنا دیا۔ کسی کو پڑھایا۔ کہ تیرا باپ گدھا تھا۔ کسی کو سکھایا۔ کہ تیرا باپ پٹھو تھا المختصر آج کل کی سماج نمک حراموں کا مجموعہ ہے۔ جس تھالی میں کھائے۔ اسی میں چھید کرے“۔

یہ وہ تازہ القاب ہیں۔ جو آریہ سماج کو ان کے بھائی سناتن دھرمیوں نے دئے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آریہ ہندوؤں میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کس نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ امید ہے۔ آریوں کو اپنے متعلق جو یہ غلط فہمی تھی۔ کہ وہ ویدک دھرم کے قائم مقام ہیں۔ اور سب ہندو ان کے ساتھ ہیں۔ یہ سناتنی ہندوؤں کی بیداری سے دور ہو جائیگی۔

مہتہ محمد عمر شاد و دھیالی

296

نبوت مسیح موعودؑ اور غیر مبایعین

نمبر (۵)

پیغام صلح نے اپنے جواب میں یہ بھی لکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو جب القول الفصل لکھتے وقت خود یہ علم نہ تھا۔ کہ تریاق القلوب ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کتاب ہے۔ تو مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کرنے والے کو کس طرح علم ہو گیا۔ پیغام صلح کی اس لغو منطق کی حقیقت تو گذشتہ نمبر میں دکھائی جا چکی ہے۔ اب میں یہ دکھاؤں گا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو علم تھا یا نہیں؟

سو اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو یقیناً اس بات کا علم تھا۔ کہ تریاق القلوب ۱۹۰۱ء کے پہلے کی طیار شدہ ہے۔ مگر القول الفصل میں آپ کے تاریخ اشاعت درج کرنے کی ایک خاص وجہ ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ اگر آپ القول الفصل جیسے مختصر رسالہ میں ۱۹۰۲ء کی جگہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریر شدہ لکھ دیتے۔ تو کئی فتنہ پردازوں کو اسوقت آپ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کا موقعہ مل جاتا۔ اور وہ کتاب تریاق القلوب کے ٹائیٹل سے اکتوبر ۱۹۰۲ء کی تاریخ دکھا دکھا کر لوگوں کو گمراہ کر سکتے تھے۔ اس لئے جب آپ نے یہ دیکھا کہ اس مختصر رسالہ کا جو خواجہ کمال الدین صاحب کے پھیلائے ہوئے زہر کا تریاق ہے نکلنا بہت جلد ضروری ہے۔ اور اس کے اختصار کو مدنظر رکھ کر اس میں تریاق القلوب کے متعلق تمام تحقیقات تحریر نہیں کی جا سکتی۔ اور آئندہ کے متعلق بھی خیال تھا۔ کہ شائد سلسلہ تحریر جاری رہے۔ تو آپ نے القول الفصل میں وہی تاریخ درج کر دی۔ جو تریاق القلوب کے اوپر شائع شدہ تھی۔ اور اسی القول الفصل میں اشتہار ایک غلطی کے ازالہ کے حوالہ جات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے اثبات میں پیش کئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ درحقیقت تبدیلی کی تاریخ آپ کے نزدیک ۱۹۰۱ء ہی ہے۔ یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اس رسالہ میں اجمالی رکھا۔ اور بعد ازاں حقیقۃ النبوۃ میں اس کو تفصیلاً لکھا۔ اور پر زور دلائل اور شواہد سے ثابت کر دیا۔ کہ تریاق القلوب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی طیار شدہ ہے۔ چنانچہ حضور پرنور نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۳ پر خود اس حقیقت کو آشکارا فرما دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنے رسالہ میں تاریخ اشاعت کے لحاظ سے ۱۹۰۲ء تک ہی تیاری لکھی ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت اس امر کو بالتفصیل لکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے اس رسالہ میں وہی تاریخ لکھ دی گئی۔ جو تریاق القلوب پر لکھی ہوئی تھی اور اگر میں ایسا نہ کرتا۔ تو خوف تھا۔ کہ بعض لوگ جھٹ مجھ پر جھوٹ کا الزام لگا دیتے۔ لیکن اب میں بتاتا ہوں کہ تریاق القلوب پہلے کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اور ریویو کا جو مضمون دافع البلاء سے لیا گیا ہے۔ اس کے بعد کا بلکہ ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ بعد کا ہے"

حضور کا یہ بیان صاف ثابت کر رہا ہے۔ کہ آپ القول الفصل کے وقت ہی اس بات کا علم تھا۔ کہ تریاق القلوب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی طیار شدہ ہے مگر عدم گنجائش کی وجہ سے اسجگہ مطبوعہ تاریخ ۱۹۰۲ء ہی درج کی گئی۔ ایک مومن حسن ظنی سے کام لینے والے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ بیان حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن جن لوگوں کا شیوہ بدظنی ہو۔ ان کا علاج مشکل ہے۔ تاہم ان کی اصلاح کی خاطر میں جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل کی حلفیہ شہادت درج ذیل کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ پیغام کہاں تک راست گوئی سے کام لے رہا ہے:

"میں اللہ تعالٰے کو حاضر ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ جب القول الفصل کی کاپیاں لکھی جا رہی تھیں۔ تو اس وقت میں نے مسودہ ہی کو دیکھ کر حضرت سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ جس کی بعض عبارتیں اس کتاب القول الفصل میں بھی اثبات دعوئے نبوت میں پیش کی گئی ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ لیکن سائنہ ہی اس کتاب میں تریاق القلوب کی بنا پر ۱۹۰۱ء سے بعد کی تحریرات کو سے کر اس سے قبل کی تحریرات کے متعلق (جن میں اشتہار ایک غلطی کا ازالہ بھی آجاتا ہے) یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ان سے دعوی نبوت نہ ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا تھا۔ کہ چونکہ اس بحث کا نفس ثبوت تبدیلی عقیدہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور تریاق القلوب کی اشاعت سے بعد کی حضور کی تحریرات بہرحال حضور کی دعوئے نبوت ثابت کرتی ہیں۔ اور اس وقت تریاق القلوب کے متعلق بھی تحقیق اور بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور یہ بحث کوئی یہیں ختم بھی نہیں ہو چلی۔ اس لئے پھر کسی موقع پر اس کی توضیح کر دی جائے گی کوئی حرج نہیں۔ یہ حاصل مفہوم ہے اس میری عرض اور حضور کے جواب کا ممکن ہے تفصیل میں بوجہ لمبا عرصہ گذر جانے کے کمی بیشی ہو گئی ہو۔ مگر اصل واقعہ اسی طرح پر ہے۔ فقط"

(خاکسار محمد اسماعیل)

یہ حلفیہ بیان صاف ثابت کر رہا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ تریاق القلوب کو محض تاریخ اشاعت کے لحاظ سے ۱۹۰۲ء کی کتاب سمجھتے ہیں۔ ورنہ تحریر کے لحاظ سے اسے قابل بحث سمجھتے تھے۔ اور اس بحث کو آپ نے القول الفصل میں بوجہ عدم گنجائش شروع نہ کیا۔ اور اسے کسی اور وقت پر ملتوی کر دیا۔ اور حقیقۃ النبوۃ میں اس امر کی توضیح کر دی کہ تریاق القلوب دراصل ۱۹۰۱ء سے پہلے کی طیار شدہ کتاب ہے۔ جیسا کہ پچھلے مضمون میں بھی واقعات سے اس امر کی تصدیق کر دی گئی ہے۔ کیا امید کی جا سکتی ہے۔ کہ پیغام نے جو خیال ظاہر کیا ہے۔ وہ اپنی غلطی کے واضح ہو جانے پر اس کے غلط ہونے کے اعلان کی جرأت کرے گا۔ دیدہ باید

اب میں بحول اللہ و قوتہ پیغام کے جواب سے پورے طور پر فارغ ہو چکا ہوں۔ ہاں مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے۔ جسے میں ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ پیغام نے خواہ مخواہ بلا ثبوت مجھے ہیچمدان دیگرے نیست کا مدعی اور علم پر گھمنڈ کرنیوالا قرار دیا ہے۔ میں نے اپنے مضامین میں کسی جگہ بھی ایسا دعوی نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی اپنے علم پر گھمنڈ کیا تھا۔ گو اما بنعمۃ ربک فحدث کے ماتحت اگر انسان علم جیسی نعمت کا ذکر کر بھی دے تو حرج نہیں۔ لیکن جب کسی قسم کا کوئی دعوی ہی نہیں کیا گیا۔ تو پیغام کا شرافت و تہذیب سے گری ہوئی حرکت کرنا اس کے لئے نہایت شرمناک کارروائی ہے۔ پیغام نے مجھے وہمی اور میری باتوں کو لایعنی قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس کا فیصلہ صرف منصف ناظرین خود کر لیں گے۔ کہ وہمی کون ہے۔ اور لایعنی باتیں کس کی ہیں؟

(قاضی محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لائل پور)

سٹریچی ہال علیگڑھ میں لیکچر

ہمعصر مسلم آوٹ لک کا نامہ نگار مقیم علی گڑھ ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے جو ظلمت کدہ غربی افریقہ میں بدر اسلام کی ضیاء پاشی کرنے والے ان مسلم مبلغین میں سے مخصوص شخصیت کے مالک ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ ایام میں تبلیغی فرائض کی ادائیگی کے لئے میدان تبلیغ میں اترنے والوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ سہ شنبہ کی شام کو سٹریچی ہال علی گڑھ میں ایک نہایت ہی دلچسپ لیکچر دیا۔

مولوی صاحب موصوف نے اپنی ان تبلیغی خدمات کو جو آپ انگلینڈ اور افریقہ میں بجا لائے۔ اور جو فی الواقع نہایت ہی اہم ہیں۔ بڑے دلکش پیرایہ میں بیان فرمایا۔ آپ کا یہ لیکچر نہ صرف زبانی تھا بلکہ تصویری بھی تھا۔ آپ جو کچھ بیان فرماتے اسے میجک لنٹرن کے ذریعہ اصل شکل میں بھی دکھا دیتے۔

چنانچہ اس میجک لنٹرن نے افریقہ کے سیاہ فام بھائیوں کی حالت زار اور اس سنسان بیابان کے وہ مقامات جن میں مولوی صاحب موصوف اپنے قیام افریقہ کے ایام میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پھرے۔ بصورت تصویر پردہ پر دکھا دیئے۔

ہمیں یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی۔ کہ مولانا نیر ہزاروں حبشیوں کو اسلام میں داخل کرنے میں کامیاب ہوئے اور سینکڑوں اشخاص کو عیسویت کے حملوں سے بچایا۔ مولانا ممدوح ایک وفاکیش فدا کار کی طرح اسلام کے اس فرض کی بجا آوری اور ادائیگی کے لئے ملازم سرکف ہیں۔ جو تبلیغی رنگ میں ہر ایک کے ذمے ہے۔ اور جو کچھ کہ انہوں نے اس وقت تک اس معاملہ میں سرانجام دیا ہے۔ وہ لاریب ان لوگوں کے لئے تسکین وہ اور حوصلہ افزا ہوگا۔ جو افریقہ کے مفلوک الحال وحشیوں کو آسمانی بشارت سنانے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ ہمیں امید واثق ہے۔ کہ جملہ فرق ہائے اسلام اپنے فروعی اختلافات کو نظر انداز کرکے متحدہ طور پر ان خدا دوست لوگوں (احمدیوں) کے اس حوصلہ آزما اور محنت طلب کام میں تعاون کریں گے جو تعلیم اسلام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلانے کے لئے روز و شبانہ روز کر رہے ہیں۔ واضح رہے۔ کہ زمین کی استعداد قابلیت بالکل درست ہو گئی ہے۔ اور اب صرف تخم ریزی اور آبپاشی کی حاجت ہے۔ کیا شرق اور کیا غرب دنیا کے چپہ چپہ پر لوگ اللہ تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ کے رسول صادق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سننے کے لئے بے چین ہیں۔ بالآخر ہم ایم اے او کالج کے وائس پریذیڈنٹ اور دیگر فعل سکرٹری کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان ہر دو صاحبان نے اس عالمانہ لیکچر کے انصرام و اہتمام میں ہر طرح کی کوشش فرمائی۔

اہل بہاء کی راست بیانی

(۱)

جناب مفتی محمد صادق صاحب قبلہ کا ایک مضمون قول فیصل کے عنوان سے ۱۶ راکتوبر ۱۹۲۵ء کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ اس میں آپ نے لنڈن کانفرنس مذاہب پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا تھا کہ

"بہائیوں کے دو پرچے پڑھے گئے۔ ایک میں تو اول سے آخر تک بہاء اللہ کے گیت گائے گئے ہیں۔ اور اسی کو سب کچھ بتایا گیا ہے۔ . . . . بہائی عورت جس کا نام بہاء اللہ نے قرۃ العین رکھا تھا۔ اس کی بہت تعریف کی گئی ہے"

بہائی رسالہ کوکب نے اس پر ایک نوٹ بعنوان "یہ ہے قادیان کے صادق کی صدق بیانی" لکھا ہے۔ جس میں بڑی خفگی کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ یہ غلط اور کذب صریح ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ "افسوس صادق کہلا کر یہ کذب صریح" آگے لکھتا ہے۔ "بہائیوں کے دو پرچے پڑھے گئے۔ یہ سچ ہے اور یہ امتیاز صرف اہل بہاء کو حاصل ہوا ہے"۔ حالانکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے بھی دو پرچے پڑھے گئے۔ خیر سابعین کا پرچہ اس کے علاوہ ہے۔ اگر اسے بھی شامل کر لیا جائے۔ تو اس لحاظ سے غلامان احمدؑ کے تین پرچے ہوتے ہیں۔ پھر معلوم نہیں۔ کہ "یہ امتیاز صرف اہل بہاء کو حاصل ہوا ہے"۔ کیونکر صحیح اور درست ہے۔ کیا یہی راست بیانی ہے۔ جس پر اتنا فخر ہے۔

بہائیوں کی صدق بیانی ملاحظہ ہو۔ جناب عبد البہاء حضرت مسیحؑ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے

"ایسی تعلیمات فرمائیں جو صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی خاص نہ تھیں۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کی کامل سعادت کے لئے کافی تھیں" (کوکب جلد ۲ نمبر ۱۳ صفحہ ۸)

قرآن شریف کی صریح آیت و رسولا الی بنی اسرائیل الخ اور حضرت مسیح کے صاف اور واضح قول کہ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (انجیل متی باب ۱۵) کی موجودگی میں کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی تعلیمات صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی خاص نہ تھیں کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی غلط بیانی ہو سکتی ہے۔ اس سے پیشتر اسے بہائیوں کے دعویٰ ہمہ دانی وتحقیق مذاہب کی واقفیت اور مبلغ علم ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن و انجیل سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی ایسی فاش غلطی نہ کرے گا۔

ایک بہائی "بندہ لطیف" اپنے ٹریکٹ "امر بہائی اور قرآن کریم" کے صفحہ ۲۲ پر لکھتا ہے۔ کہ "جناب مرزا صاحب قادیانی احمدی قانون کے اندر فرماتے ہیں" حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی کتاب احمدی قانون نام تصنیف نہیں فرمائی۔ مگر جناب "لطیف" اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے احمدی قانون کوئی رسالہ تصنیف کیا ہے۔ کیا خوب "ایک عمر گذر گئی۔ لیکن (اہل بہاء) محققین کی بے خبری کا ابھی تک یہ عالم ہے۔ کہ ایک مشہور مصنف کی تصنیفات کا بھی صحیح علم نہیں۔ بصورت دیگر علم ہونے پر بھی یہ غلط بیانی اہل بہاء کا اپنے دعویٰ راستبازی کو آپ باطل کرنا ہے۔

اور سنیئے۔ عبد البہاء عباس آفندی صاحب اپنے ایک لیکچر میں جو شہر بروکلین میں دیا تھا فرماتے ہیں:-

"انجیل میں یہی نہیں لکھا۔ کہ حضرت عیسےٰ نے بعد پیدائش گفتگو کی نہ یہ کہ آسمان سے ان کے واسطے بچپن میں کھانا آیا۔ مگر قرآن میں کئی بار لکھا ہے۔ کہ خدا ہر روز ان کے واسطے من نازل کرتا تھا"

اب کیا کوئی بہائی مدعی صدق بیانی قرآن کریم سے یہ بات دکھا سکتا ہے۔ پھر اسی لیکچر میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ

"اے عیسائیو! تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہے۔ کہ ان کو مانو۔ حضرت موسیٰ کی پیغمبری کو تسلیم کرو۔ حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ جانو۔ پرانے اور نئے عہد ناموں کو خدا کا کلام سمجھو۔ اور حضرت عیسےٰ کو روح القدس کا ثمر خیال کرو۔ اس کے جواب میں ان کی قوم نے کہا۔ اچھا ہم ایمان لاتے ہیں۔ لیکن ہمارے باپ دادا ان پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ اور ہم کو ان پر فخر ہے۔ بھلا ان کا کیا حشر ہوگا۔ اس کے جواب میں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ وہ جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت موسےٰ پر ایمان نہیں لائے اور وہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لائے۔ اور انہوں نے انجیل کو قبول نہیں کیا۔ اور اگرچہ وہ میرے بھی باپ دادا ہیں۔ لیکن دوزخ میں ایک افسوسناک حال میں ہیں۔ یہ قرآن کی ایک صریح آیت ہے۔ اور اسی قرآن میں ہے جو سب کے ہاتھ میں ہے"

کیا کوئی بہائی قرآن مجید کی صریح آیت ہاں اسی قرآن سے جو سب کے ہاتھ میں ہے یہ دکھائے گا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو کیا اس سے بڑھ کر کوئی افتراپردازی ہو سکتی ہے۔ کاش اہل بہاء حضرات دیانت سے کام لیں۔ اور غلط گوئی سے باز رہیں ؎

اے لب یار تجھکو میری قسم ٭ کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے

(حافظ سلیم احمد۔ قادیان)

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن مردان

ماہ نومبر ۱۹۲۵ء میں انجمن ہذا کے چار زبردست اور پر رونق اجلاس زیر صدارت مسٹر سعد اللہ جان صاحب منعقد ہوئے۔ جس میں تقریباً بیس لیکچر اس ماہ میں مختلف ممبروں نے دیئے۔ ہر اجلاس میں حاضرین کی تعداد ۳۵ اور ۴۰ کے درمیان رہی۔ غیر احمدی احباب اور طلباء بھی وقتاً فوقتاً شامل ہوتے رہے۔ ممبروں کے علاوہ جماعت احمدیہ مردان کے بعض بزرگوں نے بھی لیکچر دیئے۔ جن میں قابل ذکر جناب میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب سب اوورسیر اور جناب ڈاکٹر نواب علی خانصاحب ہیں۔ ہم ان بزرگوں کے ازحد مشکور رہیں۔ جنہوں نے ہماری درخواست پر انجمن ہذا میں لیکچر دینے منظور رکھے۔ امید ہے وہ آئندہ بھی اپنے قیمتی خیالات سے گاہے گاہے نوجوانوں کو مستفید فرمایا کرینگے۔ انجمن کی ایک لائبریری بھی قائم ہوئی ہے۔ سال رواں کیلئے مندرجہ ذیل احباب نے مفصلہ ذیل اخبارات دیئے۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب نور۔ جناب مولوی فضل دین صاحب الحکم و ریویو جناب مرزا غلام حیدر صاحب فاروق۔ امید ہے الفضل کے لئے بھی کوئی بزرگ چندہ ادا کرکے شکریہ کا موقع دینگے۔ ورنہ انجمن خود خریدنے کے لئے تیار ہے۔ (خاکسار شاہ محمد سیکرٹری)

ممالک غیر کی خبریں

طہران ۶ر دسمبر۔ ہز ہائنس رضا خاں پہلوی عارضی حکمران فارس نے ممالک غیر کے نمائندوں۔ شاہی پریس ملک۔ فوجی افسروں حکومت کے محکموں کے ڈائرکٹروں اور مجلس کے بعض ممبروں کے کثیر التعداد مجمع کے سامنے شاہانہ کروفر سے مجلس آئین ساز کا افتتاح کیا۔ افتتاحی تقریر میں رضا خاں پہلوی نے حاضرین کو یاد دلایا۔ کہ مجلس ہذا قوم کی منتخب شدہ جماعت ہے۔ اور یہ کارروائی عین مجلس وزارت کی اس قرارداد کے مطابق ہے۔ جو مجلس نے قاچار خاندان کے معزول کرنے کے بعد منظور کی تھی ۔

بیروت ۶ر دسمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دمشق کے جنوب میں سخت لڑائی ہوئی ہے۔ جب کہ دروسی مجاہدین کی ایک جرار فوج نے ایک فرانسیسی دستہ پر دھاوا بول دیا تھا۔ فرانسیسیوں نے شہر سے نکل کر ٹینکوں۔ مسلح موٹر کاروں اور ہوائی جہازوں سے دن بھر لڑکر مجاہدین کو پسپا کر دیا ہے۔ مجاہدین کو بھاری نقصان پہنچا ہے ۔

جنیوا۔ ۵ر دسمبر۔ مسئلہ موصل کے تصفیہ کے لئے ترکی مندوبین یہاں پہنچ گئے ۔

برلن ۶ر دسمبر۔ ہیر اسٹریسمین اور ڈاکٹر لوتھر کے واپس آتے ہی وزارت نے استعفیٰ دیدیا۔ اس کے متعلق پیشتر ہی فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ کہ لوکارنو کے سمجھوتہ پر دستخط ہو جانے کے بعد وزارت بدیں غرض مستعفی ہو جائے گی۔ کہ یا تو جدید وزارت مرتب ہو یا اسی وزارت کو از سر نو ترتیب دی جائے۔ جو اس وقت تک کام کرے جب تک کہ جدید حکومت نہ بن جائے۔ اس صورت کے فوراً پیش آجانے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ قوم پرور جماعت نے یکایک لوکارنو کے سمجھوتہ کی مخالفت کا فیصلہ کر دیا۔ اور اس کے بعد وزارت سے تین قوم پرور وزراء نے استعفیٰ دیدیا ۔

واشنگٹن ۔ ۶ر دسمبر۔ بیروت سے امریکن تباہ کن کشتیاں فوراً واپس آجائیں گی۔ کیونکہ حکومت ریاستہائے متحدہ کے متعلقہ محکمہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان کی وہاں اب کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

لنڈن ۔ ۸ر دسمبر ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ماسکو سے خبر آئی ہے۔ کہ دولت اشتراکیہ روس نہایت شدت سے جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ اپنے جنگی کارخانوں کو اچھی طرح چلائے۔ شونسلبرگ کے کارخانجات باروت سازی اور اختا خان کا کارخانہ سامان حرب سازی اور مقامات فولاد اور پرم کے کارخانہ جات تفنگ سازی رات دن تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ مغربی سائبیریا سے چند ڈویژن فوجیں سرحد منچوریا و منگولیا بھیجدی گئی ہیں ۔

لنڈن ۶ر دسمبر۔ فرانسیسیوں نے حسبیہ پر قبضہ کر لیا ہے جو دروزیوں کا مذہبی مرکز اور باغیوں کی قائم کردہ صوبجاتی حکومت کا صدر مقام تھا۔ اس سے لبنان کبیر پر حملہ کا خطرہ جاتا رہا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ دیگر بلاد شام پر بھی اس کا اچھا اثر پڑے گا۔ لیکن باغیوں کے دم خم ابھی تک وہی ہیں۔ اور شہر دمشق کے گرد و نواح کی حالت دیکھتے ہوئے عام رائے یہ ہے۔ کہ صورت حال ہنوز ناقابل اطمینان ہے ۔

ہندوستان کی خبریں

بمبئی ۸ر دسمبر۔ پراونشل ہندو سبھا کانفرنس بمبئی نے متعدد تجاویز منظور کیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں (۱) بمبئی کے ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ بسرعت تمام اپنا سنگٹھن قائم اور مستحکم کریں۔ (۲) جو ہندو دوسرے مذاہب اختیار کر چکے ہیں۔ اگر وہ یا غیر ہندو ہندو جاتی میں شامل ہونا چاہیں۔ تو ان کو شمولیت کی ہر طرح اجازت ہو (۳) ہندو کنباؤں اور بچوں کے لئے ورزشی مکاتب کھولے جائیں۔ ہندوؤں کی اقتصادی اور اخلاقی حالت کو بلند تر بنایا جائے۔ (۴) ہندوستان میں تمام ہندوؤں کی زبان "ہندی" کو مغربی زبانوں کے برابر درجہ حاصل ہو ۔

نائب ناظم جمعیۃ مرکزیہ خدام الحرمین لکھنؤ سے لکھتے ہیں۔ کہ مولانا شوکت علی ۷ر دسمبر کو بوقت ۸ بجے شام انجمن خدام الحرمین کے ممبر بن گئے۔ آپ نے چندہ ممبری ٹھاکر نواب علی خان تعلقدار اکبرپور و خازن جمعیۃ کو دیدیا ہے ۔

لاہور ۸ر دسمبر۔ رائے زادہ ہنسراج نے اپنا نام واپس لے لیا۔ اور قسمت جالندھر کے غیر اسلامی رقبہ سے لالہ لاجپت رائے بلا مقابلہ ممبر لیجسلیٹو اسمبلی مقرر ہو گئے ۔

علی گڑھ ۔ ۸ر دسمبر۔ مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر اٹاوہ مسلم پریس کانپور کے آئندہ اجلاس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ جو علی گڑھ میں جوبلی ہفتہ کے دوران میں منعقد ہوگا ۔

لاہور ۷ر دسمبر۔ آج کے اجلاس لیجسلیٹو کونسل میں مسٹر بودھ راج کی یہ تجویز پاس ہو گئی۔ کہ لیجسلیٹو کونسل کے انتخابات میں عورتوں کو رائے دینے کا حق عطا کیا جائے ۔

ہندو کانفرنس بمبئی میں دیگر ریزولیوشنوں کے علاوہ مندرجہ ذیل ریزولیوشن بھی پاس ہوا۔ اس کانفرنس کی رائے میں ہندو جاتی کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی اشد ضرورت ہے۔ کہ پردہ کی رسم ۔۔۔ سے ہندو عورتوں پر جو بندشیں عائد ہیں۔ انہیں اڑا دیا جائے۔ انسانی تعلیم کے ہر شعبہ میں ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں کی عمر شادی ۲۵ اور ۱۶ سال ہونی چاہیئے ۔

بمبئی ۹ر دسمبر۔ کرنسی کمیشن نے آج ایوان تاجران ہند (انڈین مرچنٹس چیمبر) کے نمائندوں کی شہادتیں لیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں یہ زور دیا۔ کہ اس وقت مبادلہ جو سونے میں ہوتا ہے اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ اور اس کی بجائے سونے کا ایک مستقل معیار قائم کر دینا چاہیئے۔ نیز لین دین میں سونے ہی کا سکہ استعمال کیا جائے۔ اور اس غرض کے لئے نئے ٹکسال کھولے جائیں ۔

شیلانگ ۹ر دسمبر۔ سر ولیم ریڈ قائم مقام گورنر آسام کل یاؤنڈ تشریف لے گئے۔ اور وہاں اپنے عہدہ کا چارج سر جان کیرو کو دے دیا ۔

کلکتہ ۔ ۹ر دسمبر۔ محکمہ تجارت کا اشاعتی اور مرکزی اطلاعی ڈیپارٹمنٹ مطلع کرتا ہے۔ کہ بحری اور بری محصولات نومبر ۱۹۲۵ء میں ۲۱ء۴ لاکھ روپیہ ہیں۔ پچھلے سال اس ماہ میں ۲ء۴۲ لاکھ اور اس سے پچھلے سال ۵۵ء۴ لاکھ تھے۔ ان میں نمک کے محصولات شامل نہیں کئے جاتے ۔

دہلی ۔ ۹ر دسمبر۔ مسٹر ۔ ای ۔ بی ہاورڈ اپنی رخصت سے واپس آگئے ہیں۔ انہوں نے وزیرستان میں ریذیڈنٹ کے عہدہ کا چارج لے لیا ہے ۔

چودھری رام سنگھ نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس منعقدہ ۸ر دسمبر میں دیگر سوالات کے علاوہ ایک سوال یہ بھی دریافت کیا۔ کیا گورنمنٹ کی توجہ اس امر واقع کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ کہ "مسلم آؤٹ لک" لاہور کے پرچہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۵ء میں (الف) مسلمانوں سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ غیر مسلمانوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیں۔ (ب) غیر مسلم لڑکوں کا اغوا اور ان کو مسلمان بنایا جانا حق بجانب قرار دیا گیا ہے ۔

گورنمنٹ نے بتلایا۔ کہ مضمون کے اصلی الفاظ سے قانون کی کسی قسم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ۔

سکندرآباد ۸ر دسمبر۔ ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے مصیبت زدگان شام کی امداد کے لئے ۲ ہزار پونڈ چندہ مرحمت فرمایا ہے۔ رقم حیدرآباد ریذیڈنسی کی وساطت سے برطانوی قونصل مقیم شام کو ادا کی جائے گی۔ اور ایک خاص کمیٹی کی زیر نگرانی خرچ کی جائے گی ۔

سمندر پار کے ہندوستانیوں کے متعلق صحیح صحیح اطلاعات دینے کی غرض سے ایک نئی انجمن قائم ہونے والی ہے جس میں ہر پارٹی کے لوگ شامل ہونگے۔ ۱۳ر دسمبر کو الٰہ آباد میں اس کے متعلق ایک جلسہ منعقد ہونے والا ہے۔ جس کا اعلان پنڈت مدن موہن مالوی سر تیج بہادر سپرو۔ مسٹر سی وائے چنتامنی پنڈت ہردے ناتھ کنزرو۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ پنڈت گوبند مالویہ اور پنڈت ہری شنکر دکشت کے دستخطوں سے شائع ہو رہا ہے ۔